نوقد قریش

ماوراء النہر میں عرب کا ایک نایاب شہر اور اس کے بعض مشہور علماء

* محمد شاہ عالم

خلاصہ

[''نوقد قریش'' ماوراء النہر میں عرب کا ایک اہم شہر تھا۔ مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے ماوراء النہر کی اصطلاح ایجاد کی، اس سے پہلے یہ علاقہ اس عظیم ترکستان کا حصہ تھا۔ سعید بن عثمان بن عفان نے امیر معاویہؓ کے زمانے میں (۵۵ھ/۶۷۴م) بخارا، مسلم بن زیاد نے یزید بن معاویہ کے زمانہ میں سمرقند اور قتیبہ بن مسلم الباھلی نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں (۹۵ھ/ ۷۱۳م) پورے ماوراء النہر کو فتح کیا۔

پہلی صدی ہجری کے نصف ثانی کے بعد قریش کے لوگوں نے اس شہر کو بسایا تھا اور شروع اسلام ہی سے یہاں رہنے لگے تھے۔ یہ شہر موجودہ ''قاراباغ'' گاؤں کی جگہ میں واقع تھا۔ جو ''قاماشی'' شہر سے 12 رکلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ پھر وہاں سے ازبکستان کی وادی ''قشقا دریا'' کے مختلف گوشوں میں پھیل گئے۔ مختلف تاریخی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقہ تین حصوں پر مشتمل تھا۔ ایک حصہ پر قریش کے لوگ رہتے تھے دوسرے حصے میں ''خرداخن'' لوگوں کی آبادی تھی۔ تیسرے حصے پر ''ساذہ'' لوگ آباد تھے۔

بخارا، سمرقند اور کش کے ساتھ نوقد قریش کی قریبی مناسبت ہونے کی وجہ سے اس شہر میں بھی علوم وفنون کی ترقی ہوئی۔ چنانچہ (۲۰۰ھ تا ۶۶۰ھ) کے دوران اس شہر میں بہت سے مشاہیر علماء گذرے۔ جن کے مختصر حالات پیش کیے گئے ہیں۔ مثلاً ابوالفضل عبدالقادر نوقدی، محمد بن منصور نوقدی، ابوبکر محمد سلیمان نوقدی، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد نوقدی، ابواللیث نصر بن عامر نوقدی، ابومحمد عبداللہ بن محمد نوقدی اور ابن النفیس علاء الدین علی بن ابی الحرم نوقدی۔ ساتویں ہجری یعنی تاتاریوں کے حملہ کے بعد اس شہر کی آبادی ختم ہوگئی۔]

---

* شعبہ دراسات اسلامیہ، ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈھاکہ۔

❶ تمہید

علاقہ ''ماوراء النہر'' (۱) اس قدیم بین الاقوامی اہم ترین راستہ کے پار واقع ہے جو تمام مغربی ملکوں کو مشرقی ملکوں اور جنوبی ملکوں کو شمالی ملکوں کے ساتھ جوڑتا تھا۔ (۲) اس وجہ سے اس کا نام ''وسطیٰ ایشیاء'' (Central Asia) یا ''مرکزی ایشیا'' (۳) رکھا گیا۔ یہ علاقہ ایک مخصوص جگہ کے اوپر واقع ہونے کی وجہ سے مختلف تمدنوں اور ثقافتوں کے امتزاج کا محل تھا۔ نیز یہ علاقہ ہمیشہ دنیا کی بڑی بڑی ثقافتوں کا مرکز رہا۔ (۴)

علاوہ ازیں، وہ دنیا کے مختلف گوشوں کے غازیوں کا بھی مطمع نظر بنا رہا۔ دولت کی فراوانی اور حساس علاقہ (۵) میں اس کا واقع ہونا ہی اس کی اصل وجہ ہے۔ باہر سے آنے والے حملہ آور اور غازی اس ملک میں واضح طور پر اپنی کچھ نہ کچھ نشانیاں اور اثرات چھوڑ جاتے تھے۔ کبھی تو وہ کوئی نئے شہر بناتے تھے اور کبھی پہلے سے آباد شہروں میں قلعے (۶) بناتے تھے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ مسلمان عربوں نے پہلی صدی ہجری کے نصف ثانی میں ''ماوراء النہر'' کے علاقے میں بہت سارے شہر آباد کیے جیسا کہ عربی مصادر (۷) سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شہروں میں سے اہم ترین شہر ''نوقد قریش'' تھا جو ''ماوراء النہر'' کے صوبہ کش میں واقع ہے۔

❷ وجہ تسمیہ اور محل وقوع کی تفصیلات اور بحث

لفظ ''قریش'' جو اس اسم مرکب کا جزء ثانی ہے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عرب کے قریش کے لوگ شروع اسلام ہی سے یہاں بس گئے تھے۔ (۸) یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سعید بن عثمان بن عفان نے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں (۵۵ھ/۶۷۴-۶۷۵م) بخارا (۹) سلم یا مسلم بن زیاد یزید بن معاویہ کے زمانہ میں سمرقند (۱۰) اور قتیبہ بن مسلم الباھلی (متوفی ۹۶ھ/۷۱۴م) نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں حجاج بن یوسف سے اجازت لے کر (۸۹ھ/۷۰۷م - ۹۵ھ/۷۱۳م کے مابین) پورے ماوراء النہر کو فتح کیا۔ (۱۱) ان کا نسب بھی اسی قبیلہ قریش سے ملتا ہے اور ان کے لشکری بھی زیادہ تر قریش سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے اس ملک کو فتح کرنے کے بعد اسے اپنے قبیلہ کے افراد کو دے دیا ہو، تاکہ جنگ کے بعد وہ لوگ اپنے خاندانوں کو وہاں بسا سکیں۔ بعد میں یہ مثال عرب کے دیگر قبائل کے لیے ماوراء النہر میں شہروں کے انتساب کرنے کا نقطۂ آغاز بن گئی۔

عرب کے جن قریشوں نے ابتداء اسلام میں ''نوقد قریش'' شہر کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ ان کے بعد ان کی اولاد کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ ازبکستان کی وادی ''قشقادریا'' (۱۲) کے مختلف گوشوں میں بس گئے تھے۔ جہاں قدیم ''نوقد قریش'' شہر واقع ہے اور جہاں عرب پہلے سے مقیم تھے جنہوں نے اپنی زبان اور پرانے رسم ورواج کا تحفظ کیا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اس شہر کے بس جانے کے بعد رفتہ رفتہ وادی کے دوسرے علاقے میں بھی منتقل ہو گئے ہوں۔ ابھی تک وادی ''قشقادریا'' کے کئی شہروں اور گاؤں میں ایسے کچھ علاقے ہیں جن کے ناموں میں ان کے عربی الاصل (۱۳) ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ ان ناموں کے اندر اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ جو عرب اپنا شہر ''نوقد قریش'' چھوڑ کر ان علاقوں میں پھیل گئے تھے، وہ وہاں سکونت پذیر بھی تھے۔

ہمیں اس ''نوقد قریش'' شہر کے بارے میں کچھ باتیں ملتی ہیں جو نسف اور کش کے بیچ کے مرکزی راستے پر واقع ہے جیسا کہ تیسری صدی ہجری کے عرب کے علماء جغرافیہ کی تصانیف (۱۴) میں اس شہر کے بارے میں تذکرہ آیا ہے۔ انہوں نے اس شہر کو صوبہ کش (۱۵) کی طرف منسوب کیا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے اواخر کی فارسی کتاب ''حدود العالم'' میں اس کا ذکر آیا ہے یہاں اس کو صوبہ نسف (۱۷) کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں سمعانی (۱۸) اور ساتویں صدی ہجری کے شروع میں یاقوت (۱۹) نے بھی اس شہر کو صوبہ نسف کی طرف منسوب کیا ہے۔ دسویں صدی ہجری کی کتاب ''وثائق الأوقاف'' (۲۰) میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ یہاں اس کی نسبت صوبہ ''کش'' (۲۱) کی طرف کی گئی ہے۔

''حدود العالم'' کتاب میں اس شہر کو ''نوکث قریش'' کے نام کے تحت ذکر کیا گیا ہے اسلام سے پہلے اس شہر کا نام لفظ ''نوکث'' سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ علامہ طبری کی رائے یہ ہے کہ ''نواکث'' ماوراء النہر میں ''ختل'' کے قریب ایک شہر کا نام ہے (۲۲) اور ''ختّل'' (۲۳) نہر جیحون (۲۴) پر واقع پہلا ضلع ہے، ابن الأثیر نے اپنی کتاب ''الکامل فی التاریخ'' (۲۵) میں ''نواکث'' کا ذکر قلعے صوبہ کش میں ان حادثات کے ماتحت کیا ہے جو ہجری ۱۵۹ھ/ ۷۷۵م (۲۶) میں پیش آئے۔

''سغد یہ'' زبان میں لفظ ''نوکث'' یا ''نوقد'' نئے (۲۸) گاؤں یا نئے قلعوں یا نئے شہر کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور اس نام کو جغرافیائی اصطلاح سمجھا جاتا ہے جو علاقہ ماوراء النہر میں ایک وسیع خطہ پر بولا جاتا تھا۔ عصر متوسط میں صرف جنوبی سغد میں چند گاؤں کا نام اس نام سے مشہور تھا۔ جن میں سے دو گاؤں ''نوقد خرداخن'' (۲۹) اور ''نوقد ساذہ'' (۳۰) صوبہ نسف میں واقع تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ نوقد قریش کا علاقہ تین حصوں پر مشتمل تھا۔ ایک حصہ پر قریش کے لوگ رہتے تھے۔ دوسرے حصے میں ''خرداخن'' لوگوں کی آبادی تھی، خرد کے معنی عام لوگوں کے ہیں اور ''اخن''، ''خان'' کا مترادف ہے، اس لفظ کا اطلاق ماوراء النہر کے ان لوگوں پر ہوتا تھا، جو حکومتی کام انجام دیتے تھے، لہذا خرداخن یا ''خردخان'' کا مطلب خان لوگوں کے عوام ہیں، اس کا ایک دوسرا مطلب بھی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''خرد'' کے معنی چھوٹے کے ہیں۔ جب اسے خاء مضموم وراء ساکن کے ساتھ پڑھا جائے۔ اور اگر بکسر خاء وبفتح راء پڑھا جائے تو اس کے معنی ''دانائی، عقل اور سمجھ'' وغیرہ کے ہیں۔ ''اخن'' ہوسکتا ہے کہ ''اخون'' کا مخفف ہو، اور ''اخون'' کے معنی عالم کے ہیں، اس اعتبار سے پورے لفظ کے معنی چھوٹے عالم، کے ہوئے، اور اگر خود کو دانائی کے معنی میں لیا جائے تو اس کے معنی باقاعدہ تجرید ڈبل اور بڑے عالم کے ہوں گے، اور یہی آخری دو معنی زیادہ قرین قیاس ہیں کیونکہ آج کل بھی اس علاقے اور اس کے آس پاس علاقے میں بڑے عالم اور عالم زادے کو اخون زادہ کہتے ہیں۔

تیسرے حصے پر سادہ لوگ آباد تھے، ''ساذہ'' عربی ''سادہ'' کا مصحف ہے، یعنی اصل لفظ ''سادہ'' تھا، جو سید کی جمع ہے، اس میں تصحیف ہو کر ''ساذہ'' ہو گیا (۲۸) جیسا کہ موجودہ زمانہ کے ''قشقادریا'' میں چند گاؤں ''نوکث'' (۳۲) نام سے پائے جاتے ہیں۔ رہا ''نوقد قریش'' یا ''نوکث قریش'' کا آخری تذکرہ، تو وہ دسویں ہجری کی کتاب ''وثائق الاوقاف'' میں آیا ہے۔ یہاں اس کا تذکرہ منفرد خصوصیت کے حامل زرعی علاقہ سے کیا گیا ہے۔ جو صوبہ ''کش'' کے ''سرخاب'' (۳۴) نہر کے ساحل میں واقع ہے، بعد کی صدیوں کے مصادر میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

3 علماء کی مختلف آراء

''نوقد قریش'' کے کسی معین جگہ منحصر ہونے کے مسئلے میں علماء کی آراء مختلف ہیں کیونکہ جو مصادر ہم تک پہنچے ہیں ان میں کافی معلومات ہیں۔ بارٹولڈ اپنی کتاب ''ترکستان غزوہ منگول کے عہد تک''(۳۵) میں لکھتا ہے کہ:

> ''نوقد'' قریش موجودہ ''قاراباغ'' گاؤں کی جگہ میں واقع تھا۔ جو'' قاماشی'' شہر سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔''

ماسون نے اپنا مقالہ ''وادی قشقا دریا کی طرف آرکیالوجی ڈیلی گیشن کی کارروائیاں''(۳۶) میں لکھا ہے کہ:

> ''نوقد شہر'' قامای تیبا'' کے ویران علاقے میں واقع ہے جو کہ ''جیم'' گاؤں کے دکھن پورب 3 سے 5 کلومیٹر کے ویران علاقے میں واقع ہے۔''

لونینا نے اپنے مقالے ''نوقد قریش کی یکساں طاقت کے بارے میں'' لکھا ہے کہ:

> ''نوقد قریش'' قاوجین'' گاؤں سے قریب'' قاراباغ'' گاؤں سے 3 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ''التین تیبا'' کے ویران علاقے میں واقع تھا۔ (۳۷)

لسٹرنج (ت ۱۳۵۳ھ) نے اپنی کتاب ''مشرقی خلافت کے بلاد'' میں لکھا ہے کہ:

> ''نوقد قریش''، ''نسف'' اور ''کش'' کے درمیان ایک شہر یا بڑا گاؤں ہے، جو نسف کے جنوب مشرق میں واقع تھا پھر نہر خزار سے سیلاب کی زد میں آ کر تباہ ہو گیا۔ (۳۸)

اس طرح اس سلسلے میں اور بھی مختلف آراء ملتی ہیں۔ (۳۹)

مذکورہ مصادر میں ''نوقد قریش'' کے واضح تعین میں ہمیں تین اشارات ملتے ہیں:

(i) اصطخری نے اپنی کتاب ''مسالک الممالک''(۴۰) میں ذکر کیا ہے کہ وہ شہر کش شہر سے 5 فرسخ (۴۱) کے فاصلے پر واقع ہے۔

(ii) سمعانی نے اپنی کتاب ''الأنساب'' (۴۲) میں لکھا ہے کہ وہ شہر نسف سے 4 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

(iii) ''وثائق الأوقاف'' میں مرقوم ہے کہ وہ شہر نہر ''سرخاب'' کے ساحل پر واقع ہے۔

''نوقد قریش'' کے محل وقوع کے بارے میں بارٹولڈ اور لونینا نے اصطخری کی خبر پر اعتماد کیا ہے، ماسون کا اعتماد سمعانی کی روایت پر ہے اور لسٹرنج کا قول ابن خرداذبہ، مقدسی اور یاقوت کی راویت پر مبنی ہے، لیکن لسٹرنج کے قول ان کے قول جیسے واضح نہیں ہے

میری رائے میں یہ شہر مذکورہ دو ویران شہروں میں سے کسی ایک میں واقع ہے اور وہ ''قامای تیبا'' اور ''اُلتین تیبا'' ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ ویران ''قامای تیبا'' میں واقع ہے۔ اس رائے کو اختیار کرنے میں ہم نے دو باتوں پر اعتماد کیا ہے:

اوّل: ''قامای تیبا'' کا ویران علاقہ ''شلوک تیبا'' (نسف شہر) (۴۴) سے 48 کلومیٹر مشرق پر واقع ہے۔ یہ دوری تقریباً 4 فرسخ کے برابر ہے یعنی یہ سمعانی کی رائے کے موافق ہے۔

ثانی: ''قامای تیبا'' کے ویران علاقے کے کھنڈرات اور آرکیالوجی کی تحقیق میں کہا گیا ہے کہ اس شہر میں ابتدائے اسلام سے آبادی کا آغاز ہوا اور بارہویں صدی تک قائم رہا۔ (۴۵)

ادھر ''اُلتین تیبا'' کے ویران علاقے میں ساتویں ہجری یعنی تاتاریوں کی جنگ کے بعد آبادی ختم ہوگئی۔ جب کہ دسویں ہجری کی کتاب ''وثائق الأوقاف'' میں ''نوقد قریش'' کا تذکرہ آیا ہے۔

لیکن اصطخری اس کا مخالف ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

''نوقد قریش'' کش شہر سے 5 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ حالانکہ ویران ''قامای تیبا'' اور ویران ''کتاب'' (کش شہر) (۴۷) کی درمیانی مسافت 60 کلومیٹر کے برابر ہے اور یہ مسافت 5 فرسخ سے بہت زیادہ ہے۔''

البتہ اس رائے کے خلاف دو دلیلیں ہیں:

اوّل: اصطخری اور سمعانی کے قول کے مطابق ''نسف'' اور ''کش'' کے درمیان کی مجموعی مسافت 11 فرسخ کے برابر ہونا ضروری ہے (یعنی 5 اور 6 فرسخ) جس سے ''نوقد قریش'' شہر کا تقریباً درمیانی راستے پر واقع ہونا لازم آتا ہے، 11 فرسخ تقریباً 80۔85 کلومیٹر کے برابر ہے۔ جب کہ حقیقت میں پرانے ویران ''نسف شہر'' اور پرانے ویران ''کش شہر'' کے درمیان کی مسافت 108 کلومیٹر کے برابر ہے جو کہ 25-20 کلومیٹر زائد ہے۔ یعنی تقریباً 15 فرسخ۔ یہاں یہ بات واضح ہے کہ اصطخری اور سمعانی کے دو مختلف اقوال میں سے کوئی ایک قول غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو ''مسالک الممالک'' میں شہروں اور گاؤں کے تمام فاصلے بیشتر حالات میں مرحلوں (۴۷) میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فاصلے ان کے نزدیک ظن غالب کے حساب سے ہیں۔ ہاں، انہوں نے جن فاصلوں کو کبھی کبھی فرسخ کے معیار سے بیان کیا ہے وہ تحقیقی نہیں ہیں۔

ادھر سمعانی نے اس کا الٹ کیا ہے وہ اپنی کتاب ''الانساب'' میں تمام مسافتوں کو فرسخ کے اندازے سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ اکثر آرکیالوجی کی تحقیق میں بیان کیا گیا ہے جو حقیقی مسافتوں کے برابر ہے اور تحقیقی ہے۔ لہذا جب صورت حال یہ نکلی تو آخر ہم سمعانی کی بات پر اعتماد کیوں نہ کریں! مذکورہ دو مختلف مصادر کی خبر پر اعتماد کر کے اس بات پر یقین کرنا درست نہیں ہوگا کہ ''نوقد قریش''، ''شہر نسف'' (جو 6 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے) کے مقابلہ میں ''کش'' (جو کہ 5 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے) سے زیادہ قریب ہے۔

ثانی: اصطخری نے اپنی کتاب ''مسالک الممالک'' (۴۸) میں لکھا ہے کہ:

''''نسف'' اور ''کش'' کی درمیانی مسافت تین مرحلوں (۴۹) کے برابر ہے۔ جب کہ ''کش'' اور ''نوقد قریش'' کے درمیان کی مسافت دو مرحلوں کے برابر ہے۔'' (۵۰)

یہ آخری بات پرانے ویران کش اور ویران ''قاما ی تیبا'' (نوقد قریش) کے درمیان کی حقیقی مسافت کے موافق ہے یعنی 60 کلومیٹر، کیونکہ ایک مرحلہ تقریباً 30 کلومیٹر کے برابر ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ ''نوقد قریش'' اور ''کش'' شہر کے راستہ کے بیچ / درمیان میں ایک مکان تھا جس میں عصر متوسط میں قافلے ٹھہرتے تھے۔ مصادر میں اس منزل کا واضح طور پر ذکر نہیں ہے۔ البتہ سمعانی نے اس کو غیر واضح طور پر بیان کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ:

''نسف'' سے ''کش'' کو جاتے وقت راستہ میں ''نیازہ'' یا ''نیازی'' گاؤں میں انہوں نے ایک رات گزاری تھی اس گاؤں کی نسبت انہوں نے صوبہ ''کش'' کی طرف کی ہے۔ (۵۱) نیز سمعانی نے ''نوقد قریش'' شہر کو صوبہ ''نسف اور ''نیازہ'' گاؤں کو صوبہ ''کش'' کی طرف منسوب کیا ہے اور ''نیازہ'' گاؤں نوقد قریش شہر اور کش شہر کے بیچ / درمیان میں دونوں سے ایک مرحلہ کی دوری پر واقع ہے۔''

آٹھویں صدی ہجری میں بھی ''نیازہ'' گاؤں کا ذکر آیا ہے معین الدین نتزی نے اپنی فارسی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''اس میں امیر تیمور پیدا ہوئے اور اسی میں پروان چڑھے۔''

شرف الدین علی یزدی نے اپنی کتاب ''ظفر نامہ'' (۵۲) میں بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

''ایک مرتبہ امیر تیمور ''سمرقند'' سے نکل کر ''قینا رشقشار'' کو پہنچے جو ''نسف'' اور ''کش'' کے جنوبی راستے پر واقع ہے۔ جب کہ ''سمرقند'' اس سے شمال میں واقع ہے اور وہ اپنے راستے میں ''نیازی'' گاؤں سے گزرے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ تیمور اپنے راستے میں ''نسف'' یا ''کشف'' سے نہیں گزرے جس کا یہ مطلب نہیں نکلتا ہے کہ ''سمرقند'' سے ''سغد'' کے جنوب کی طرف دوسرا ایک راستہ تھا۔ جو ''نسف'' اور ''کشف'' کے راستہ سے دور تھا۔ (۵۴) یعنی ''نیازہ'' یا ''نیازی'' گاؤں مذکورہ بالا راستے سے الگ جگہ پر واقع تھا۔'' (۵۵)

آرکیالوجی کی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ''نسف'' اور ''کشف'' کے راستے میں صرف ایک ہی (تقاطع) جگہ ہے

جہاں ویران ''قورغان تیبا'' (40 ھیکتار)، ویران ''قامای تیبا'' (نوقد قریش) سے 30 کلومیٹر اور ویران پرانے ''کش شہر'' سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یعنی شہر ''نوقد قریش'' سے جو شاہراہ ''کش شہر'' کی طرف جاتی ہے ''قورغان تیبا'' اس راستے کے درمیان میں واقع ہے۔ اس سے ہم یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ''نیازہ'' یا ''نیازی'' گاؤں ویران ''قورغان تیبا'' (۵٦) کی جگہ پر واقع تھا۔ اس طرح ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم عصر متوسط میں ''نسف سے جو راستہ ''کش'' کی طرف گذرتا ہے اس کے درمیان جو دو منزلیں واقع تھیں وہ ''نوقد'' شہر اور ''نیازی'' گاؤں ہیں جو ویران ''قامای تیبا'' اور ویران ''قورغان تیبا'' میں واقع تھیں۔

عربی ویران شہر ''نوقد قریش'' نہر ''قشقادریا'' کے ساحل سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جس کا رقبہ تقریباً 40 ھیکٹر ہے جو تین اُجزاء پر مشتمل ہے۔

① اندرونی قلعہ ② مضبوط محفوظ شہر

③ شہر کے گردونواح جس سے وہ گھیرا ہوا تھا۔

اس میں پندرہویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک آبادی رہی۔ شروع میں یہ ایک چھوٹا شہر تھا رفتہ رفتہ اس میں اضافہ ہوتا گیا اور اسلام کے بعد تو ایک بڑا وسیع شہر بن گیا۔

اس میں حفریات کی تحقیق سے ایک بڑی مسجد کے کھنڈرات نمودار ہوئے جس کی نسبت چوتھی صدی ہجری کی طرف کی جاتی ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قدیم مسجد عرب کے قریش مسلمانوں نے بنائی تھی جنہوں نے شروع اسلام میں اس شہر کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

❹ نوقد قریش کے چند علماء کے مختصر حالات

اس زمانہ میں بخارا، سمرقند اور کش علوم وفنون کے عظیم الشان مرکز تھے۔ (۵۷) ان کے ساتھ نوقد قریش کی قریبی مناسب ہونے کی وجہ سے اس کے علوم وفنون میں بھی ترقی ہوگئی اور بعد میں وہ ایک قابل یادداشت حقیقت بن گئی۔ اس شہر کی طرف منسوب چند مشہور علمائے کرام کے مختصر سوانح درج ذیل ہیں:

① ابوالفضل عبدالقادر بن عبدالخالق بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن فضل بن عبدالرحیم بن حسین بن ربیع نوقدي

سمعانی کہتا ہے:

''ابوالفضل علماء نوقد قریش میں سے ہیں، آپ بڑے امام تھے، بخارا میں سید ابوبکر محمد بن علی بن حیدرہ جعفري سے حدیث سنی، اور مکے میں ابوعبداللہ حسین بن علي طبري وغیرہ سے حدیث سنی، پھر آپ سے عقائد نسفیہ کے مصنف ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفي (۴۶۱ھ/ ۱۰۶۸ء۔ ۵۳۴ھ/ ۱۱۳۴ء) سے حدیث سنی، آپ کی ولادت ۱۵ رشعبان سن ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء میں ہوئی۔'' (۵۸)

② محمد بن منصور بن مخلص بن اسماعیل نوقدی:

آپ اپنے زمانے کے امام، زاہد، صائم دھر، مدرّس اور سمرقند کے مفتی تھے، آپ قاضی ابوالیسر محمد بن محمد بن حسین بزدوي سے احادیث روایت کرتے ہیں آخر سنہ ۵۳۵ھ/ ۱۱۴۰ء کے رمضان کے مہینے میں انتقال فرمایا۔ (۵۹)

③ ابوبکر محمد بن سلیمان بن خضر بن احمد بن حکم معدّل نوقدي:

آپ ''نوقد خرداخن'' میں سے تھے۔ آپ بڑے ثقہ اور امین شخص تھے محمد بن محمود بن عنبر جنھوں نے ابوعیسیٰ ترمذی صاحب جامع ترمذی سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے آپ نے احادیث روایت کیں۔ آپ نے ۴۰۷ھ/ ۱۰۱۶ء میں یکم جمادی الاولی کو انتقال فرمایا۔ (۶۰)

④ ابواسحاق ابراہیم بن محمد زید بن نعمان بن عبداللہ بن حسن بن زید بن نوح نوحي فقیہ نوقدي:

آپ ''نوقد ساذہ'' میں سے تھے، آپ نے ابوبکر بن بندار استرابادی اور ابوجعفر محمد بن ابراہیم فرخانی اور ابواللیث نصر بن عمران نوقدي اور ابوسعید خلیل بن احمد سجزي اور ابومحمد ابراہیم قلانسي وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے۔ اور آپ سے خطیب ابوالعباس مستغفري نے روایت کی ہے آپ حق گو تھے اور ناصر حق بھی تھے۔ سن ۴۲۵ھ/ ۱۰۳۳ء کے ماہ ذي قعدہ میں انتقال فرمایا۔ (۶۱)

⑤ **ابوالليث نصر بن عامر بن حفص نوقدي:**

آپ (نوقد خرداخن) میں سے تھے آپ نے ابونصر محمد بن اسحاق سمرقندي سے حدیث راویت کی ہے جنہوں نے ابراہیم بن سري صاحب ''جزاء الاعمال'' سے روایت کی ہے اور آپ سے فقیہ ابوالقاسم نوحی نے حدیث سنی۔ (۶۲)

⑥ **ابومحمد عبداللہ بن محمد رجاء بن غوانی نوقدي*:**

آپ نے ابومسلم کجي اور ابی شعیب حراني سے روایت کی ہے آپ نے سن ۴۰۰ھ/ ۱۰۰۹ء میں انتقال فرمایا۔ (۶۳)

⑦ **ابن النفیس علاء الدین علی بن ابی الحزم قرشی (نوقدی**) (۶۱۰ھ/ ۱۲۱۳ء۔ ۶۸۷ھ/ ۱۲۸۸ء):**

آپ کا لقب شیخ الطب تھا، امام ذہبی اور سبکی ان کے بڑے مداح ہیں، علم طب میں ان کا رتبہ ابن سینا کا ہم پلہ بلکہ بعض کے نزدیک ان سے بڑھ کر تھا۔ انہوں نے ابن سینا کی کتاب ''قانون'' کو الموجز في الطب'' کے نام سے اختصار کیا اور ان کی دوسری کتاب ''کتاب الشامل فی الطب'' کے نام سے مشہور ہے۔ (۶۴)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے ''ماوراء النہر'' کی اصطلاح ایجاد کی، اس سے پہلے یہ علاقہ اس عظیم ترکستان کا حصہ تھا جو چھٹی صدی عیسوی میں پروان چڑھا۔ اس وقت اس کا نام توران یا طوران تھا۔ اسلام سے پہلے ''ماوراء النہر'' کی سرحدوں میں مندرجہ ذیل صوبے واقع تھے: سغد، صغانیان، شاش، فرغانہ، اسفیجاب، طراز، فاراب اور ترمذ وغیرہ۔ یہ صوبے اب الگ مملکتوں میں بٹ گئے اور آج کل ان مملکتوں کے نام حسب ذیل ہیں: ازبکستان، تاجکستان، قرغیزستان، قازقستان اور ترکمانستان۔

قدیم زمانہ میں رومی لوگ دوسری اقوام کی بانسبت علوم ومعارف اور تاریخ میں فائق تھے۔ وہ اہل ماوراء النہر کو وحشی کہتے تھے۔ اسی وجہ سے بیرونی ممالک میں وہ خونخوار قوم کی حیثیت سے مشہور تھے۔ لیکن جب انہیں اسلامی تہذیب وتمدن کی ہوا لگی تو یہ قوم تھوڑی ہی مدت میں شریف اور متمدن قوم کی حیثیت سے نمودار ہوئی اور مختلف خدمات انجام دیں۔ اس کی شان میں شاعروں نے بہت سارے شعر کہے جیسا کہ فردوسی نے کہا ہے:

زمین	کهتان	ورا	داد	شاه
که	بود	او	سزای	بزرگي وگاه
چنین	خواند	ندش	همي	پیشتر
که	خوانی	کنون	ماوراء	النهر

تاریخ بخارا، ص۲۰ (مقدمہ)، ۲، تعارف؛ لغت نامہ دهخدا، ج ۴۳، ص ۱۳۶؛ جغرافیائی قارہ ھا وکشورھا، ص ۱۷۳؛ المنجد في الأعلام، مادہ: ترکستان، توران، طوران؛ Geographical Dictionary, P.1170;

Great Soviet Encyclopedia, Vol.15, P.608

۲۔ دوسری صدی قبل از مسیح سے اگلی چند صدیوں تک وہاں حریر (Silk Route) کے اس بڑے راستہ کی چند شاخیں تھیں جو قدیم زمانے میں مغربی یورپ کو چین سے ملاتا تھا۔ اس کی بڑی اور مشہور شاخ مرو، امل، بخارا اور سمرقند سے گزرتی تھی۔ یہاں یہ دو شاخوں میں منقسم ہوگئی ایک تو شاش اور فرغانہ کے راستے سے گزر کر مشرقی ترکستان اور چین کو جاتی تھی اور دوسری اسفیجاب، طراز اور بلاساغون کے راستے سے گزر کر مشرقی ترکستان اور چین کو جاتی تھی۔ یہ دوسری شاخ مرو، بلخ اور طخارستان سے بھی گزرتی تھی اور پھر وہاں سے بدخشان اور وخان کے راستے یا صغانیان، ختلان اور راشت کے راستے مشرقی ترکستان اور چین کو پہنچتی تھی۔

Central Asia, P.49-51,77 کشمیر المسلمہ، پاکستان، مایو ۱۹۹۵ء، العدد 39، ص 25

۳۔ سن ۱۹۱۷ء میں بالشویک انقلاب کے بعد روس نے وسطیٰ ایشیا کا نام استعمال کرنا شروع کیا اس سے پہلے اس علاقے کا نام اس کے تاریخی نام ترکستان سے عبارت تھا۔ وسطیٰ ایشیا کا نام صرف مغربی ترکستان تھا جو سابق سوویت یونین میں شامل تھا اور مرکزی ایشیا اس کا نام تھا۔ وہ تمام علاقے جو اسلام سے پہلے ترکستان کے ماتحت ہے۔ یہ سارے علاقے مغربی ترکستان میں تھے اور اس کے آس پاس کے علاقے بھی۔ جو مشرقی ترکستان تھا وہ اب مغربی چین میں ہے اور شمالی ترکستان اس وقت مشرقی روس میں ہے اور جنوبی ترکستان اس وقت افغانستان، ہندوستان، پاکستان اور خراسان کے شمال میں ہے اس زمانے میں وسطیٰ ایشیا کا نام مرکزی ایشیا بھی ہے۔Central Asia, P.21,25,51؛ العدد ۷۴۲، ص ۳۶۔۳۷؛ کشمیر المسلمہ

۴۔ زمانہ قدیم سے ترکی قبائل اور فارسی قبائل میں میل جول تھا اسلام سے پہلے کچھ ترکی قبائل آتش پرست تھے۔ جس طرح سغدیوں اور فارسیوں میں بھی آتش پرست تھے۔ اس وجہ سے ان کی رسومات اور کلچر مذہبی اشتراک کی وجہ سے قریب قریب تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ مجوسی دین کے بانی نے اپنی دعوت کا آغاز وسطیٰ ایشیا سے کیا پھر ایران میں، جب کہ ترکی کے بعض قبائل بت پرست تھے۔ اسی وجہ سے ان کا کلچر چین اور ہندوستان کی پرانی ثقافتوں سے قریب تھا۔ اسلام سے پہلے ترکستان کو مذہب کا سب سے بڑا مرکز مانا جاتا تھا۔ وہیں سے چین اور دوسرے مشرقی ملکوں میں بدھ دھرم پھیلا۔ ازبکستان کے بارے میں آرکیالوجی کی تحقیق میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے باشندے قدیم زمانے میں مغربی یورپ اور شرق اوسط کے ملکوں کے ساتھ باہمی ثقافتی تعلقات رکھتے تھے۔ اسلام کے بعد ترکستان عالم اسلام کے تمام مراکز سے مربوط ہو گیا اور اسلامی تہذیب کا اہم ترین مرکز بن گیا۔ تاریخ بخارا، ص ۲ (تعارف)؛ روس میں اسلام کا خطرہ، ص ۹؛ Central Asia, P.11۔

۵۔ قدیم مصادر میں مذکور ہے کہ قدیم ایران کے آل اخم کا عظیم بادشاہ ''کیر'' سن ۵۳۹ اور ۵۴۶ قبل از مسیح درمیانی مدت میں بلاد ترکستان کا ولی عہد مقرر رہا اور سن ۳۲۹ عیسوی سے پہلے اس پر بادشاہ اسکندر مقدونی جو ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہے اس پر حاکم ہوا۔ حضرت مسیح سے دو صدی قبل اس پر چین سے آنے والے قبائل طخاریہ غالب ہوئے۔ پانچویں صدی عیسوی میں ترکی کے ھیاطلہ قبائل اور چھٹی صدی میں مشرقی ترکی کے قبائل اس عظیم ترکستان پر غالب ہوئے جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا ملک تھا اور جو مغرب میں بیزنطائن اور روس کے ساتھ، مشرق میں جاپان اور کوریا کے ساتھ، جنوب میں ہندوستان اور ایران تک تجاوز کر گیا تھا، پھر ساتویں صدی عیسوی کے نصف میں اس کو مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ روس میں اسلام کا خطرہ ص ۸؛ مراصد الاطلاع ص ۱۲۲۳، ۱۲۸۸؛ Central Asia, P.11

۶۔ علاقائی روایات میں ملتا ہے کہ ایران (فارس) کے قدیم بادشاہوں نے ترکستان میں بہت سارے بڑے اور چھوٹے شہر آباد کیے، قدیم یونانی ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ اسکندر ذوالقرنین نے مشرق میں ایک مضبوط شہر بنا کر اپنی طرف منسوب کر کے اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ اس کے یہ آباد کردہ کچھ شہر ترکستان کی سرحد پر واقع تھے۔ چینی ذرائع میں آیا ہے کہ طخاریہ قبائل اور مشرقی ترکی قبائل نے ترکستان اور طخارستان میں بہت تعداد میں شہر اور قلعے تعمیر کیے۔Central Asia, P.8-11

۷۔ عرب اور فارس کے مسلمانوں نے شروع اسلام سے ترکستان میں بہت سارے شہر بنائے۔ جن میں سے خوارزم میں ''منصورہ'' طخارستان میں ''بروقان'' اور ''بلخ''، سغد میں ''نسف'' شہر شامل ہیں (المدن فی الاسلام حتی العصر العثمانی، ج۱ص۲۰۲-۲۹۵)

۸۔ ترکستان غزوہ منگول کے عہد تک''، ج۱،ص۲۰۶۔

۹۔ بلاذری، فتوح البلدان، ج۴، ص۴۱۶-۴۱۷؛ طبری، تاریخ الرسل والملوک، ج۲، ص۱۷۹۔

۱۰۔ کتاب الأعلاق النفیسۃ، ص۲۹۲-۲۹۳۔

۱۱۔ تاریخ بخارا، ص۲۸-۳۱؛ سیر أعلام النبلاء، ج۴، ص۴۱۰؛ المنجد في الأعلام، ص۵۴۵۔

۱۲۔ قرون وسطی میں اس شہر کا نام ''جنوب سغد'' تھا، اور شمال کی طرف سے یہ شہر سمرقند اور بخارا کے ساتھ متصل تھا۔ سعد اللہ یوف، ص۳۴-۳۷؛ ماسون میخائیل، ص۳-۶۳۔

۱۳۔ جیسے ''عرب خانہ'' عربی میں ''محلۃ العرب''، ''چیراقچی'' شہر کے قریب ''چاروادار'' نامی سینٹرل گاؤں اور ''قاماشی''، ''کتاب''، ''شہرسبز'' شہروں کے قریب واقع چند گاؤں کے نام اسی کے ساتھ رکھے گئے۔ عرب ہند عربی میں ''سد العرب''، ''شہرسبز'' شہر کے قریب ''کونچیقار'' سینٹرل گاؤں اور ''کوک دلا'' کی جانب ایک گاؤں کا نام اسی کے ساتھ رکھا گیا۔ ''عرب اول'' عربی میں ''قریۃ العرب''، ''ایسکی نیشان'' گاؤں کا ایک محلّہ اسی کے ساتھ رکھا گیا۔ ''عرب تودہ'' عربی میں ''مجمع العرب''، ''کاسن''، ''قاماشی'' شہروں کے چند محلوں اور ''تادریا'' کے ایک کنارے کا نام اسی کے ساتھ رکھا گیا۔ ''عرب تویار'' عربی میں ''مسکن العرب''، ''کاسن'' شہر کے اطراف میں واقع ایک محلّہ کا نام اسی کے ساتھ رکھا گیا۔ ''عربان دروازہ'' عربی میں ''باب العرب''، ''شہرسبز'' کے پرانے قلعہ کے مشرقی دروازے کا نام اسی کے ساتھ رکھا گیا۔ ''عرب سای'' عربی میں ''ساقیۃ العرب''، ''وادی قشقا دریا'' کے مختلف اطراف میں واقع چند نالوں اور چھوٹی ندیوں کے نام اسی کے ساتھ رکھے گئے۔ ماسون میخائیل، ص۳-۶۳؛ سعد اللہ یوف، ص۳۴-۳۷؛ تاریخ بخارا، ص۲۹ (مقدمہ)؛ شمس الدین، ص۳۰۔

۱۴۔ ''مسالک الممالک''، جو اصطخری (متوفی ۳۴۶ھ/ ۹۵۷م) کی کتاب ہے، مقدسی (متوفی تقریباً سن ۳۸۰ھ/ ۹۸۰م) کی کتاب ''احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم''، ج۳، ص۲۴۳ اور ابن حوقل (متوفی تقریباً سن ۳۷۰ھ/ ۹۸۰م) کی کتاب ''صورۃ الأرض''، ص۲، ص۵۰۱-۵۰۲۔

۱۵۔ کش صوبہ ''قشقا دریا'' وادی کے مشرقی حصہ میں واقع تھا جس کا مرکز کش شہر ہے۔

۱۶۔ ''حدود العالم'' کی کتاب کس کی ہے پتہ نہ چلا یہ اسلامی ملکوں کے جغرافیہ کے بارے میں لکھی گئی اور یہ کتاب تیسری صدی ہجری کے آخر میں فارسی میں لکھی گئی۔ ص۱۱۴۰؛ دھخدا، ج۱۸، ص۲۹۳۔

۱۷۔ نسف صوبہ وادی ''قشقا دریا'' کے عربی حصے میں واقع تھا جس کا مرکز نسف شہر ہے۔

۱۸۔ الأنساب ق۱۷۵/ ب۔

۱۹۔ معجم البلدان ج ۴، ص ۱۴۲۔

۲۰۔ سمرقند صوبہ کے نویں اور دسویں صدی ہجری کے وثائق الأ وقاف فارسی میں، ص ۲۷۹۔

۲۱۔ ''کش'' اور ''نسف'' صوبہ کی حدود کے بارے میں مصادر کے ان اختلافات کو بسا اوقات تاریخ کے مختلف زمانوں میں ایک کے تنزل اور دوسرے کی ترقی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کش شہر اسلام سے پہلے جنوبی سغد وادی ''قشقا دریا'' کا سب سے بڑا شہر تھا اور ''نسف شہر'' اس کے تابع تھا۔ اسی لیے تیسری صدی ہجری میں ''نوقد قریش'' شہر کی نسبت ''کش'' صوبہ کی طرف کی جاتی تھی۔ ابتداء اسلام میں نسف شہر جنوب سغد میں مسلمانوں کا مرکز بنا اور اس کی ترقی شروع ہوئی۔ تیسری صدی ہجری کے آخر اور اس کے بعد اس شہر اور اس کی وادیوں میں بلند مکانات تعمیر ہونے لگے۔ اسی وجہ سے ایک نامعلوم شخص کی تصنیف ''حدود العالم'' اور سمعانی کی کتاب ''الأنسب'' میں ''نوقد قریش'' شہر کی نسبت ''نسف'' صوبہ کی طرف کی گئی۔ تاتاریوں کی جنگ کے بعد ''نسف شہر'' ویران ہو گیا اور وسائل زندگی کامیاب بلکہ نایاب ہو گئے۔ آٹھویں صدی ہجری میں امیر تیمور کے عہد میں ''کش شہر'' کی نئے سرے سے ترقی ہوئی۔ تیمور اپنے زمانہ عروج کے ابتدا ہی سے ''کش'' کی طرف زیادہ مائل تھا اور اسے وسط ایشیا کے علمی اور ادبی دنیا کا مرکز بنا دیا تھا اس کا نام بھی ''قبۃ العلم والادب'' تھا۔ ''کش'' کو دارالحکومت بنانا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہ تیمور کا وطن تھا اس وجہ سے دسویں صدی ہجری میں ''نوقد قریش'' کی نسبت ''کش'' صوبہ کی طرف کی گئی۔ شمس الدین، ص ۳۰۔۳۱؛ تاریخ بخارا، ص ۲۵۶۔

۲۲۔ تاریخ الرسل والملوک، ج ۲، ص ۱۵۹۳۔

۲۳۔ کتاب صور الأ قالیم، ص ۹۷؛ کتاب الأ علاق النفیسۃ، ص ۲۹۲۔

۲۴۔ جیحون اور آمو یہ دونوں ترکی لفظ ہیں جن کے معنی دریا کے ہیں بعض لوگ اس کو ''جیحون'' کہتے تھے جب کہ بعض اس کو ''آمو'' کہتے ہیں۔ تاریخ بخارا، ص ۲۰ (مقدمہ)۔

۲۵۔ ابن الأ کثیر، الکامل فی التاریخ، ج ۲، ص ۱۳۔

۲۶۔ اس سال ''ماوراء النہر'' میں ''مقنع'' کی قیادت میں عربوں اور اسلام کے خلاف ''مبیضۃ'' بغاوت شروع ہوئی کش شہر سرکشی اور بغاوت کا مرکز تھا جہاں باغیوں نے چند قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ شمس الدین، ص ۳۱۔

۲۷۔ سغد یہ زبان سغد میں رہنے والوں کی زبان ہے جس کی نسبت فارسی زبان کی طرف ہے۔ اس زبان کا رسم الخط قدیم آرامی زبان کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلام سے پہلے اور ابتداء اسلام میں ترکی زبان کے ساتھ ساتھ یہ زبان استعمال ہوئی ہے۔ تیسری صدی ہجری میں اس کے بدلے جدید فارسی زبان ''الداری'' کا استعمال شروع ہوا جیسے فارسی کے مسلمانوں نے ایران سے ''ماوراء النہر'' میں درآمد کیا تھا۔ شمس الدین، ص ۳۱۔

۲۸۔ طبقات ناصری، ص ۲۶۸۔۲۷۲۔

۲۹۔ الأنساب،ص۱۷۵ب۔

30- Turiksh and English Lexicon, P.1023(مادہ:سادہ،سید،ساذج) ;Comprehensive; Persian English Dictionary, P.689(مادہ:سادہ)،(فرہنگ فارسی،ج۲،ص۱۷۸۸)

31- Turkish and Eng Lexicon; Comprehensive Persian Eng. Dictionary;
دهخدا؛فرہنگ فارسی؛فیروز اللغات(اردو)،مادہ:خرد،خان،آخون،سادہ،سید،المعجم الوسیط،مادة،ساذج۔

۳۲۔ ''نوکث'' گاؤں کے نام کا اطلاق صوبہ''قشقا دریا'' کے''شہرسبز''Green City اور''ایسکی نیشان'' کے آس پاس کے علاقے پر ہوتا ہے۔ازبکستان کے''نمانکان اور''فرغانہ''صوبہ میں بھی اسی نام کے چند گاؤں ہیں۔تاریخ منازل بخارا،ص۱۵، ۳۹؛بارٹولڈ،ص۱۳۴۔

۳۳۔ وثائق الأوقاف،ص۲۵۹۔۲۸۵۔

۳۴۔ اب اس نہر کا نام''قزیل دریا''یعنی''نہرسرخاب''ہے،خاک کا رنگ لال ہونے کی وجہ سے ایسا نام رکھا گیا۔پرانے زمانے میں اس کا نام''ہالیس''تھا۔اس کو قزل اُرماق(Kizil Irmak)بھی کہتے تھے۔اس کا منبع قدیم''کش''صوبہ میں''نسف'' اور''کش''کے جنوب میں واقع تھا۔شمس الدین،ص۳۱؛دهخدا؛المنجد في الاعلام،مادہ:قزل ارماق؛

۳۵۔ بارٹولڈ،ج۱،ص۱۸۹۔

۳۶۔ ماسون،ص۵۱۔

۳۷۔ لونینا،مقالہ،ص۱۰۔

۳۸۔The Lands of the Eastern Caliphate, P.471

۳۹۔ چیخوویچ(وثائق الاوقاف،ص۳۳)کا خیال ہے کہ وہ نہر''قزیل دریا''کے حوض یعنی''نسف''اور''کش''کے جنوبی راستے اور نہر''قشقا دریا''میں واقع ہے۔سعد اللہ یوف کا بھی یہی خیال ہے(وثائق ص۳۹)بولشا کوف(وثائق،ص۵۸)نے اپنے ''ماوراءالنہر''کے نقشے میں اشارہ کیا ہے کہ''نوقد قریش''،''قشقا دریا''نہر کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔

۴۰۔ مسالک الممالک،ج۱،ص۳۴۳۔

۴۱۔ ''فرسخ''واحد ہے۔دو مقامات کے درمیان کی مسافت کے اندازے کو فرسخ کہا جاتا ہے۔جو قرون وسطیٰ میں استعمال کیا جاتا تھا۔فرسخ دو طرح کے ہوتے ہیں جن کی مقدار میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ایک طرح کا فرسخ تقریباً 8-7 کلومیٹر ہے اور دوسرے طرح کا فرسخ 6-5 کلومیٹر کے برابر ہے۔سغد میں پہلے قسم کا فرسخ استعمال ہوتا تھا یعنی جو 8-7 کلومیٹر کے برابر ہے اور دوسرے قسم کے فرسخ کا استعمال''ماوراءالنہر''کے جنوبی علاقے صغانیات اور ختلان میں ہوتا تھا۔

۴۲۔ الأنساب،ص۱۷۵ب۔

۴۳۔ وثائق الأوقاف، ص۲۷۹۔

۴۴۔ قدیم ''نسف'' شہر کے ویران علاقہ کا نام ''شلوک تیپا'' تھا۔ یہ نہر ''قشقا دریا'' کے جنوبی کنارے پر واقع تھا۔ اس شہر کی فصیل نہر کے شمالی کنارے پر واقع تھی جو موجودہ ''قارشی'' شہر سے 8 کلومیٹر شمال مغربی سمت پر واقع ہے۔

۴۵۔ جنوب سغد کے شہروں، ص۲۹۔۳۰۔

۴۶۔ قدیم ویران ''کش'' شہر کا نام ''قلندار تیپا'' تھا جو موجودہ شہر ''کتاب'' کے وسط میں واقع ہے یہ شہر سن تیسری ہجری کے اواخر تک آباد تھا اس کے بعد آہستہ آہستہ جنوب کی طرف موجودہ شہر ''سبز شہر'' کی طرف منتقل ہوا اور یہ شہر ''کتاب'' سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

۴۷۔ مرحلہ قافلوں کے حساب سے منزلوں کے درمیان کی مسافت کی اکائی ہے۔ قرون وسطیٰ میں اس کا استعمال ہوتا تھا۔ راستہ اور علاقہ کے ناہموار اور پہاڑی ہونے کے اعتبار سے اس کی مقدار میں تغیر ہوسکتا ہے۔ ایک مرحلہ 7-4 فرسخ یعنی 50-25 کلومیٹر کے برابر ہوسکتا ہے۔ ''ماوراء النہر'' میں ایک مرحلہ بیشتر حالت میں 6-5 فرسخ یعنی تقریباً 35-30 کلومیٹر کے برابر ہوتا تھا۔

۴۸۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس موضوع پر بحث کرنے والوں میں کسی نے بھی اصطخری کی اس بات کو ٹھیک طرح نہیں لیا۔ وہ اپنی بحثوں میں صرف ان کی پہلی بات کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے کہا کہ ''نوقد قریش'' کش شہر سے 5 فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔

۴۹۔ مسالک الممالک، ص۱۹۱۔

۵۰۔ سابق مرجع، ص۳۴۳۔

۵۱۔ الأنساب، ص۳۵۷ب۔

۵۲۔ منتخب التواریخ۔

۵۳۔ ظفر نامہ۔

۵۴۔ مصادر میں اس راستہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے یہاں صرف دو راستوں کا ذکر ہے سمرقند سے جنوب سغد میں اور طخارستان تک، پہلا راستہ جو پہاڑی ''جام'' سے ''نسف''، ''خزار''، ''کندک'' شہر اور ''باب حدید'' سے گزرتا تھا جہاں سغد اور طخارستان کی سرحدیں ہیں اور دوسرا راستہ ''کش''، ''کندک'' شہر اور ''باب حدید'' کے ''زرف شان'' پہاڑ میں ''تختا قراجہ'' پہاڑی کے نام سے گزرتا تھا۔

۵۵۔ سن چھٹی ہجری میں سمعانی یہاں سے ہوکر ''نسف'' اور ''کش'' کا سفر کیا یعنی مغرب سے مشرق کی طرف۔ سن آٹھویں ہجری میں امیر تیمور اس راستہ سے سمرقند سے جنوب سغد کو گئے یعنی شمال سے جنوب کی طرف۔

۵۶۔ ماسون کا خیال ہے کہ ''نیازہ'' گاؤں ویران ''التین تیپا'' کی جگہوں پر واقع ہے جو ''قاماشی'' شہر کے قریب ''قراباغ'' گاؤں سے 3 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، لیکن اس رائے کے مطابق اس کے اور ویران ''قامای تیپا'' جہاں ''نوقد قریش'' واقع ہے اس کے درمیان کی مسافت صرف 16 کلومیٹر کے برابر ہے، دوسری طرف ویران ''التین تیپا'' میں تاتاریوں کی جنگ کے بعد ساتویں صدی ہجری کے ربع اول میں بھی آبادی ختم ہوگئی تھی جب کہ آٹھویں صدی ہجری کے نصف ثانی میں ''نیازہ'' گاؤں کا ذکر ملتا ہے ادھر ویران ''قورغان تیپا'' میں پانچویں صدی عیسوی کے شروع سے لے کر دسویں صدی ہجری تک زندگی بسی رہی، اس سے بھی آگے یہ سمعانی اور تیمور کے دور میں بھی موجود تھا۔

۵۷۔ کتاب آثار البلاد و أخبار العباد، ص ۳۴۵؛ کتاب البلدان ص ۴۷۳؛ تاریخ بخارا، ص ۲۵۶؛ کتاب المسالک والممالک، ص ۴۰۰ ۳۳۵، ۳۷۸؛ مسالک الممالک، ص ۲۸۷، دهخدا، مادہ ''ماوراء النہر''، بخارا سمرقند، نسف۔

۵۸۔ الأنساب، (دار الفکر، بیروت ۱۹۸۸ء) ج ۵، ص ۵۳۷؛ تاج العروس، ج ۲، ص ۵۱۷؛ معجم البلدان، (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۰ء)، ج ۵، ص ۳۶۰، ۳۱۲؛ لب اللباب، ج ۲، ص ۳۰۶۔

۵۹۔ الأنساب، معجم البلدان، تاج العروس۔

۶۰۔ سابق مراجع۔

۶۱۔ سابق مراجع؛ الفوائد البهية في تراجم الحنفية، ص ۶۰؛ حیات علامہ عمر نسفی اور ان کی خدمات، مجموعہ علمی مقالات Centre for Advanced Research in Humanities، ڈھاکہ یونیورسٹی، جون ۱۹۹۴ء، عدد ۸، ص ۱۳۸۔

۶۲۔ الأنساب۔

۶۳۔ الإکمال، ج ۱، ص ۵۴۵۔۵۴۶، ج ۶، ص ۱۹۷؛ معجم البلدان، ج ۵، ص ۳۱۲۔

۶۴۔ قیمۃ الزمان عند العلماء، ص ۳۷؛ الأعلام، ج ۴، ص ۲۷۰۔۲۷۱؛ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ج ۸، ص ۳۰۵۔۳۰۶؛ شذرات الذهب، ج ۳، ص ۴۰۱۔۴۰۲۔

مصادر و مراجع

۱۔ ابن الأثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد (ت۔ ۶۳۰ھ/۱۲۳۲م)، الکامل فی التاریخ القاهرة، ۱۸۸۷ء۔۱۹۸۴م۔

۲۔ البلخي، أبوأحمد بن سهیل (۲۳۶ھ/۸۵۰م)، کتاب صورالأقالیم، تحقیق: ڈاکٹر خویہ، بریل، لائڈن، ۱۸۷۰م۔

۳۔ ابن حوقل، محمد، أبوالقسم النصیبي، البغدادي، (ت نحو ۳۷۷ھ/۹۸۸م) کتاب صورة الأرض، تحقیق ڈاکٹر خویہ، بریل، لائڈن ۱۹۶۷م۔

۴۔ ابن حوقل، محمد، أبوالقسم النصیبي، البغدادي، (ت نحو ۳۷۷ھ/۹۸۸م)، کتاب المسالک والممالک، تحقیق: ڈاکٹر خویہ، بریل، لائڈن، ۱۸۷۲م۔

۵۔ الاصطخري: ابواِسحاق، ابراهیم بن محمد الفارسی (ت ۳۴۶ھ/۹۵۷م)، مسالک الممالک، تحقیق: ڈاکٹر خویہ، بریل، لائڈن، ۱۹۶۷۔

۶۔ حدودالعالم (جغرافیائی اصطلاحات) مصنف: نامعلوم، ۳۲۷ھ/۹۳۸م میں اس کتاب کی تالیف ہوئی، مینورسکی نے اسے حاشیے سمیت فارسی سے انگریزی میں منتقل کیا۔ لندن، ۱۹۷۰م۔

اس کے علاوہ، ڈاکٹر میر أحمدی اور ڈاکٹر ورہرام دنوؤں نے اس پر حواشی لکھے، جو ۱۳۷۲شمسی میں زہراء یونیورسٹی سے شائع ہوا۔

۷۔ السمعاني: أبوسعید عبدالکریم بن محمد المروزي (ت ۵۶۲ھ/۱۱۶۶م)، الأنساب، تحقیق: مرگولیوط، لائڈن، ۱۹۱۲۔

۸۔ المقدسي: شمس الدین أبوعبدالله محمد بن أحمد (ت۔ ۳۸۰ھ/۹۹۰م)، أحسن التقاسیم في معرفة الأقالیم، تحقیق: ڈاکٹر، خویہ، بریل، لائڈن، ۱۹۶۷م۔

۹۔ النتنزی، معین الدین، منتخب التواریخ، تاشقند (ازبکستان)، کا ایک معہد جو "Abu Raihan Al-Beruni Institute of Oriental Studies" سے مشہور ہے۔ اس میں اس کا مخطوطہ نسخہ موجود ہے۔

۱۰۔ ''وثائق الاوقاف من سمرقند''، اس کو ''چیخوفیچ'' نے فارسی سے روسی لغت کی طرف ترجمہ کر کے شائع کیا ہے، ماسکو، ۱۹۷۴م۔

۱۱۔ یاقوت الحموی، شہاب الدین أبوعبدالله یاقوت بن عبدالله الرومی، (۶۲۶ھ/۱۲۲۸م)، معجم البلدان، تحقیق، وستفیلڈ، لیبزیک، ۱۸۶۶۔۱۸۷۷م۔

۱۲۔ یزدي، شرف الدین علي (ت ۸۵۸ھ/۱۴۵۴م)، ظفرنامہ، تحقیق: أوردنبایف، تاشقند، ۱۹۷۲م۔

۱۳۔ ابن رستہ، ابوعلی احمد بن عمر (ان کا سن وفات نہیں ملا البتہ ان کی یہ کتاب ۹۰۳ عیسوی میں انہوں نے لکھی ہے) کتاب الاعلاق النفیسۃ، بریل، لائڈن، ۱۸۹۱م۔
۱۴۔ القزوینی، زکریا بن محمد بن محمود (۱۲۰۸م۔۱۲۸۳م) کتاب آثار البلاد وأخبار العباد، تحقیق: وستفیلڈ، بریل، لائڈن، ۱۸۴۸م۔
۱۵۔ یعقوب، احمد بن ابی یعقوب (ت بعد ۹۰۵م)، کتاب البلدان، بریل، لائڈن، ۱۸۹۱م۔
۱۶۔ مرتضی الزبیدی، (۱۷۳۲ـ۱۷۹۰م)، تاج العروس، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ط۱، ۱۳۰۶ھ۔
۱۷۔ عبدالحیٔ، (۱۲۶۴ـ۱۳۰۴ھ) الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، مطبع یوسفی لکھنو، الہند، ۱۸۹۵م
۱۸۔ عبدالفتاح أبوغدہ (ت ۱۴۱۷ھ) قیمۃ الزمان عند العلماء، مکتبۃ المطبعات الاسلامیۃ، حلب، ط۲، ۱۹۹۵م۔
۱۹۔ السبکی، (ت ۷۷۱ھ) طبقات الشافعیۃ الکبری، تحقیق، عبدالفتاح محمد الحلو ومحمود الطناحی، دار احیاء الکتب العربیۃ، القاہرہ، ۱۹۷۶
۲۰۔ الزرکلی، خیر الدین (۱۹۸۳ـ۱۹۷۶م)، الأعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۹۷م۔
۲۱۔ الیگزنڈر بینکسن اور میری بروکس آپ، روس میں اسلام کا خطرہ، ترجمہ: رحمان مذنب، مطبع فیروز سنز، لاہور، ۱۹۸۷م۔
22- Ahmad Rashid, The Resurgence of Central Asia Islam or Nationalism, Oxford University Press, Karachi, 1995.
۲۳۔ محمد علی موحد، ابن بطوطہ، بنیاد نگذاران، فرہنگ ایران و اسلام، ایران ۱۳۷۴ش۔
۲۴۔ Horold Lamb، بابر، ترجمہ، شیخ غلام علی، لاہور، پاکستان، ط۱، ۱۹۶۲م۔
۲۵۔ ابن العماد الحنبلی، ابوالفلاح عبدالحی، (ت ۱۰۸۹ھ) شذرات الذھب فی أخبار من ذھب، دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۹م۔
۲۶۔ سیف الدین البغدادی (متوفی ۷۳۹ھ/۱۳۳۸م)، مراصد الاطلاع، تعلیق وتحقیق: علی محمد البجاوی، دار المعرفۃ، بیروت، ط۱، ۱۹۵۴م۔
۲۷۔ محمد حسین تبریزی، برھان قاطع، موسسہ انتشارات امیر کبیر، تہران، ۱۳۴۱ھ ش۔
۲۸۔ منھاج سراج، طبقات ناصری، ترجمہ وتحقیق: ابوالکلام محمد زکریا، بنگلا اکادمی، ڈھاکہ، ط۱، ۱۹۸۳۔
۲۹۔ علی اکبر دھخدا، لغت نامہ دھخدا، تہران، ۱۳۵۲ھ، شمسی۔
۳۰۔ رضاپور، زاھد وسیاوش شایان، جغرافیائی قارہ ھا و کشور ھا، شرکت أفست، تہران ۱۳۷۲ش۔
31- Great Soviet Encyclopedia, Moscow, 1974.
۳۲۔ ابن ماکولا، الإکمال، تحقیق: عبدالرحمن الیمانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۶۲م۔
۳۳۔ السیوطی، جلال الدین (ت ۹۱۱ھ/۱۵۰۵م)، لب اللباب فی تحریر الانساب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۱م۔
۳۴۔ البلاذری، ابوالعباس أحمد بن یحیی بن جابر (ت ۲۷۹)، تحقیق: ڈخویہ، بریل، لائڈن، ۱۹۸۵م۔